بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آئینۂ انجمن

شوال 1444ھ، مئی 2023ء

شمارہ نمبر: 51

رابطہ: 7 - 34993436 - 021

www.QuranAcademy.edu.pk

انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

اہم موضوعات

ڈاکٹر محمد الیاس
اقتدار ایک کڑی آزمائش ہے — صفحہ نمبر: 03

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 06

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 07

محمد ارشد
ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا — صفحہ نمبر: 08

ڈاکٹر مقبول احمد مکی
اسلامی دنیا کا بکھرتا خاندانی نظام — صفحہ نمبر: 10

راحیل گوہر صدیقی
زندگی کی دلدل — صفحہ نمبر: 13

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
قرآن حکیم کا انقلابی منشور (خطاب عام، چوتھی قسط) — صفحہ نمبر: 16

زوجہ عماد الدین قدوائی
جاگتے رہنا مومنو! — صفحہ نمبر: 20

ماہانہ رپورٹ
انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری سرگرمیاں — صفحہ نمبر: 22

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

فرمان الٰہی جل جلالہ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ (الطور)

ترجمہ : متقی لوگ) وہاں (باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ لُطف لے رہے ہوں گے اُن چیزوں سے جو اُن کا رب انہیں دے گا، اور اُن کا رب اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔

تشریح : کسی شخص کے داخل جنت ہونے کا ذکر کر دینے کے بعد پھر دوزخ سے اس کے بچائے جانے کا ذکر کرنے کی بظاہر کوئی حاجت نہیں رہتی۔ مگر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ دونوں باتیں الگ الگ اس لیے بیان کی گئی ہیں کہ آدمی کا دوزخ سے بچ جانا بجائے خود ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور یہ ارشاد کہ "اللہ نے ان کو عذاب دوزخ سے بچالیا" دراصل اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ آدمی کا دوزخ سے بچ جانا اللہ کے فضل و کرم ہی سے ممکن ہے، ورنہ بشری کمزوریاں ہر شخص کے عمل میں ایسی ایسی خامیاں پیدا کر دیتی ہیں کہ اگر اللہ اپنی فیاضی سے ان کو نظر انداز نہ فرمائے اور سخت محاسبے پر اتر آئے تو کوئی بھی گرفت سے نہیں چھوٹ سکتا۔ اسی لیے جنت میں داخل ہونا اللہ کی جتنی بڑی نعمت ہے اس سے کچھ کم نعمت یہ نہیں ہے کہ آدمی دوزخ سے بچالیا جائے۔) تفسیر تفہیم القرآن۔۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ (

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: «إِنَّ اللهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الكَافِرُ وَالمُنَافِقُونَ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: { هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ }»۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قیامت میں اللہ تعالیٰ ایمان والے اپنے بندے کو) اپنی رحمت سے (قریب کرے گا، اور اس پر اپنا خاص پردہ ڈالے گا، اور دوسروں سے اس کو پردہ میں کر لے گا، پھر اس سے پوچھے گا، کہ کیا تو پہچانتا ہے فلاں گناہ، فلاں گناہ!) یعنی کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے یہ یہ گناہ کیے تھے؟ (وہ عرض کرے گا ہاں ! اے پروردگار مجھے یاد ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کا اس سے اقرار کرا لے گا، اور وہ اپنے جی میں خیال کرے گا کہ میں تو ہلاک ہوا) یعنی اس کو خیال ہو گا کہ جب اتنے میرے گناہ ہیں، تو اب میں کیسے چھٹکارا پا سکوں گا (پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا : میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کو چھپایا تھا، اور آج میں ان کو بخشتا ہوں اور معافی دیتا ہوں، پھر اس کا نیکیوں والا اعمال نامہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا) یعنی اہلِ محشر کے سامنے صرف نیکیوں والا ہی اعمال نامہ آئے گا، اور گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پردہ ہی پردہ میں ختم کر دیں گے (لیکن اہلِ کفر اور منافقین کا معاملہ یہ ہو گا کہ ان کے متعلق بر سر عام پکارا جائے گا، کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اللہ پر جھوٹی جھوٹی باتیں باندھیں) یعنی غلط اور بے اصل خیالات کو اللہ کی طرف نسبت دے کر اپنا دین و مذہب بنایا (خبردار اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔) معارف الحدیث۔۔۔ مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (

اقتدار ایک کڑی آزمائش ہے

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

منصب واقتدار کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ یہ ننگے پاؤں خاردار راستوں پر چلنے کے مترادف ہے۔ یہ انسانی حقوق و فرائض کی ذمہ داری کا ایسا بھاری بوجھ ہے جس کا تصور ہی اس انسان پر لرزہ طاری کر دیتا ہے جس کے قلب و ذہن میں حقوق و فرائض کا شعوری احساس واضح ہو۔ اسلام نے منصب و امارت خود طلب کرنے سے سختی سے روکا ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے خواہش ظاہر کی کہ انہیں کسی علاقے کی ذمہ داری سونپ دی جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ) حکومت، ذمہ داری (ایک امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی۔ البتہ یہ کوئی شخص برحق طریقے سے یہ امانت لے اور اس پر اُس کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کو پورا پورا ادا کرے"۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4719)

لیکن آج دنیا میں حکومت واقتدار محض اپنے مفادات، عیش و عشرت اور زیادہ سے زیادہ مال و متاع ہڑپ کرنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ مسئولیت کا احساس کامیابی کے پہلے ہی دن سے حکمرانوں کے ذہنوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ ہر شخص بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے لیے مستعد رہتا ہے۔ خواہ اس کے لیے عوام کے منہ سے نوالہ ہی کیوں نہ چھیننا پڑے، یہی آج کا اندازِ حکمرانی ہے۔ اپنی جڑیں مضبوط کرنا اور عوام کو دبا کر رکھنا، کیونکہ تختِ اقتدار کے پائے عوام کے کندھوں پر ہی رکھے ہوں تو اقتدار مضبوط رہتا ہے۔ جبکہ چشم فلک نے ایک دور وہ بھی دیکھا ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا تھا کہ:

"اگر نہر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی پیاس سے مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ مجھ سے اس بارے میں ضرور پوچھے گا"۔ (طبقات ابنِ سعد، ذکر استخلافِ عمر، جلد 3، ص 284)

حصول اقتدار اگر صرف مادی فوائد کے لیے ہو اور دنیاوی اغراض و مقاصد منتہائے نظر ہو اور کوئی اخلاقی فکر پیش نظر نہ ہو تو بسا اوقات مادی اور دنیاوی فائدے بھی انسان کو فیض نہیں پہنچا سکتے۔ معروف برطانوی تاریخ داں ٹائن بی (Arnold J. Toynbee) لکھتا ہے کہ "یہ اب واضح ہوگیا ہے کہ اگر صرف دنیاوی خوشی کو مقصد زیست بنا دیا جائے تو اس میں فرد کی مادی خوشحالی اور دنیاوی سکون کا حصول بھی ناممکن ہے۔ ہاں یہ قابلِ فہم ہے کہ اگر سیکولرازم سے بلند و بالا کوئی روحانی مقصد سامنے رکھا جائے تو ایک ضمنی نتیجے کی حیثیت سے انسان کو دنیاوی خوشی حاصل ہو جائے"۔ حکمرانوں کے پیش نظر یہ حقیقت رہے کہ نشہ طاقت کا ہو، دولت کا یا حسن و جمال کا، آخر کار ایک دن اتر ہی جاتا ہے۔ اور جب یہ خمار

ٹوٹتا ہے تو بسا اوقات انسان کو دنیا کے لیے عبرت کا نمونہ بنا کر چھوڑتا ہے ۔ ہر سال انتخابات میں بڑے بڑے سیاست دانوں کے تمکنت و خود پسندی کے ستون زمین بوس ہو جاتے ہیں ۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں کوئی جنبش بھی نہیں دے سکتا ۔ سمندر میں آیا ہوا طوفان ٹنوں وزنی فولادی جہاز کو کاغذ سے بنی کشتی کی مانند گھما کر رکھ دیتا ہے ۔

فتح و کامرانی انسان کا حق نہیں بلکہ اللہ کی امانت ہے ۔ اقتدار مسئولیت کے ساتھ بخشا جاتا ہے ۔ اس اعتبار سے یہ منصب انسان کے لیے ایک کڑی آزمائش ثابت ہوتا ہے ۔. لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں ۔ اللہ کے حضور سر خرو وہی ہو سکتا ہے جو اس کی زمین پر فسق و فجور اور فتنہ و فساد مٹانے کے لیے اللہ کے عطا کیے ہوئے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر امن و سلامتی کی فضا قائم کرنے کی دل و جان سے جدو جہد کرتا رہے ۔ انصاف پروری، عوام کی جان و مال کا تحفظ، بنیادی حقوق کی آسان فراہمی اور اُن کے عقائد و عبادات کی ادائیگی میں مکمل آزادی اور سہولت صاحبِ اقتدار کی اولین ترجیح ہونی چاہیے ۔ اور وطن کی حریت و آزادی قائم رکھنے کی عالمی سطح پر ٹھوس لائحہ عمل تیار کرنا بھی ناگزیر ہوتا ہے ۔

ملک دشمن عناصر کی بیخ کنی کر کے عوام کی عزت و ناموس اور ان کے حقوق کی پاسداری بھی حکمرانوں کی اہم ذمہ داری ہے ۔ ان سب امور کا شعوری ادراک اور اپنے خالق و مالک کے سامنے مسئولیت کا خوف ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھا جائے تو بلا شبہ اقتدار حکمرانوں کے لیے ایک انتہائی کڑی آزمائش ثابت ہوگا ۔

ہمارے وطن عزیز میں اس وقت اقتدار کی بھوک نے ہر سیاست دان کو دیوانہ بنا رکھا ہے ۔ ایک طوفانِ بد تمیزی ملک کے طول و عرض میں برپا کیا ہوا ہے ۔ ہر اقتدار کا بھوکا خود کو معصوم عن الخطا اور اپنے سامنے والے کو ہر برائی، کرپشن کا ڈھیر اور بے ایمان و دغا باز اور چور سمجھ رہا ہے ۔ عزتیں اچھالی جا رہی ہیں، سوشل میڈیا عزت و ناموس کی دھجیاں بکھیرنے، لوگوں کے نت نئے اسکینڈل بنانے اور کسی کو ذلیل اور کسی کو سر پر بٹھانے میں ہر دوسرے چینل سے بازی مار لینے پر تلا ہوا ہے ۔ اس کو اگر فکر ہے تو صرف اپنی ریٹنگ بڑھانے کی اسے نہ اپنے وطن سے کوئی محبت ہے اور نہ عوام کے روز روز بڑھتے گھمبیر مسائل سے کوئی دلچسپی! سیاست کی دلدل میں پھنسے مَردوزن کے نجی معاملات کی تشہیر کرنا اور چٹخارے لے کر ان کی نازیبا تشریح کرنا ان کی ترجیحات میں شامل ہے ۔ عوام بے چارے بنیادی ضرورتوں سے محروم، مہنگائی کے بوجھ تلے سسک سسک کر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ۔ وطن میں ہر بیوپاری اپنی من مانیاں دھڑلے سے کر رہا ہے ۔ حکومت اپنے اقتدار کو بچانے کی فکر میں کسی طرف دیکھ ہی نہیں رہی ہے ۔ پولیس، انتظامیہ اور حکومت کے اعلیٰ عہدیداران نے اپنی پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ڈالا ہوا ہے ۔

اب اس غفلت و مفاد پرستی کے ماحول میں کیا اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ ہمارا یہ وطن عالمی سطح پر کوئی عزت و وقار حاصل کر سکے گا ۔ غیروں کی غلامی کا طوق کبھی ہماری گردن سے اتر سکے گا ۔ ملک میں پھیلی انارکی، انتشار و افتراق اور بے روزگاری، قتل و غارت، لوٹ مار اور مہنگائی کے عفریت سے کبھی نجات حاصل ہو سکے گی ۔ اس پہلو سے سیاست دانوں کے اس ریوڑ نے کبھی سوچا ہے؟ کیا ووٹوں کے لیے نوٹوں کی برسات کرنے والوں نے وطن کی بقا و سلامتی اور اس کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں پر منڈلاتے دوست نما دشمنوں کے تزویراتی داؤ پیچ کو لالچ اور خود غرضی کی عینک ہٹا کر دیکھنے کی کوشش کی ہے؟

رنگِ گل کا سلیقہ ہے نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھیری ہے

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِک عہدِ بے مثال ہے اِیاک نعبد
تجدید ذوالجلال ہے ایاک نعبد

ایاک نستعین ہے مقصود اہلِ دل
منشور اہلِ حال ہے ایاک نعبد

دیباچۂ کتاب الٰہی ہے فاتحہ
اور مرکزی خیال ہے ایاک نعبد

تقریبِ وصلِ عابد و معبود ہے نماز
کیفیتِ وصال ہے ایاک نعبد

پوشیدہ ان حروف میں ہے روحِ زندگی
قرآن کا جمال ہے ایاک نعبد

وردِ زبانِ بوذر و سلمان و مرتضیٰ
ذوقِ دل بِلال ہے ایاک نعبد

شہزاد کو نصیب ہو مولا وہ بندگی
جس بندگی پہ دال ہے ایاک نعبد

شہزاد مجددی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عشقِ نبی میں جس کو جینا آگیا
ہاتھ اس کے دو جہاں کا ہر خزینہ آگیا

آپ جب تشریف لائے ذرہ ذرہ کہہ اٹھا
مرحبا صلی علیٰ شاہِ مدینہ آگیا

نورِ حق سے دو جہاں کو جگمگانے کے لیے
رحمتِ عالم کی صورت اک نگینہ آگیا

سنتوں پر صدقِ دل سے جو عمل پیرا ہوا
در حقیقت اس کو جینے کا قرینہ آگیا

تھا جنھیں بھی حسن و رعنائی کا اپنے کچھ گماں
حسنِ احمد دیکھ کر اُن کو پسینہ آگیا

ہوگیا قربان دینِ مصطفیٰ پر شوق سے
خنجرِ باطل کے آگے جس کا سینہ آگیا

نعت گوئی سن کے میری ہمنوا کہنے لگے
بن کے محفل میں غزال چشم بینا آگیا

محمد مصطفیٰ غزالی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّس انجمن خدّامُ القرآن، کراچی

شہادت علی الناس

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اب دائمی رسالتِ محمدی ﷺ کا دور ہے۔ اب تا قیامِ قیامت بنی نوع انسان کے لیے شہادت علی الناس کی ذمہ داری کون ادا کرے گا؟ یہ ذمہ داری امتِ محمدیہ) علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (کی ہے۔ اگر امت یہ فریضہ ادا نہیں کرتی تو جان لیجیے کہ دنیا کی گمراہی کا وبال اُس کے سر آئے گا۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا امتی ہونے سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کریڈٹ مل جائے گا! میں آپ کو دوسرا رخ دکھا رہا ہوں۔ یہ تو اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر آپ اسے ادا نہیں کرتے تو دنیا کی ضلالت اور گمراہی کا وبال بھی آپ کے ذمہ آئے گا۔ بنی نوع انسان عدالت اخروی میں یہ عذر پیش کرنے میں بڑی حد تک حق بجانب ہوں گے کہ اے اللہ! ان کے پاس تیری آخری اور مکمل کتاب تھی، ان کے پاس تیرا دین تھا، یہ تیری شریعت کے علمبردار تھے؛ یہ تیرے آخری نبی اور رسول کے امتی تھے؛ انہوں نے اس دین کو نہ ہم تک پہنچایا اور نہ خود اس پر عمل کیا۔ یہ تیری آخری کتاب اور آخری نبی کی تعلیمات پر خزانے کے سانپ بن کر بیٹھے رہے۔ اگر آپ کا طرزِ عمل یہ ہوگا تو آخرت میں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

)دینی فرائض کا جامع تصور(

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

اطاعت رسول ﷺ

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

دین نے ایک اصول عطا کیا ہے۔ کچھ چیزیں ہمارے جسم کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں اور کچھ چیزیں ہماری روح کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ دین دونوں اعتبارات سے حرمتیں عطا کرتا ہے۔ البتہ حِلت اور حُرمت، حلال قرار دینا، حرام قرار دینا یہ اللہ کا حق ہے اور اللہ کے اذن سے رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ یہ جو انکارِ سنت کا فتنہ چلتا رہتا ہے اس کے نئے نئے شیڈز کبھی کبھار سامنے آتے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: "قرآن کافی ہے کسی اور شے کی ضرورت نہیں"۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "یاد رکھنا ایک پیٹ بھرا شخص تمہارے سامنے ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر کہے گا کہ جو قرآن میں حلال وہ حلال اور جو قرآن میں حرام وہ حرام، بس اس کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن یاد رکھو اللہ نے مجھے قرآن بھی عطا فرمایا اور اس کے جیسا بھی عطا فرمایا"۔ قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آرہی ہے اور حضور ﷺ اپنے پاس سے تو کچھ فرما نہیں رہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اور یہ) جو کچھ کہہ رہے ہیں (اپنے خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو اِن کی طرف کی جاتی ہے"۔)النجم: 3،4(

اللہ تعالی جا بجا حضور ﷺ کے تعلق سے بیان کرتا ہے۔ نکتہ سمجھنے کا یہ ہے کہ قرآن حکیم بھی ضروری ہے اور سنت رسول ﷺ بھی ضروری ہے۔ اطاعتِ الٰہی کے ساتھ اطاعتِ رسول بھی ضروری ہے۔ اتنا کہ اللہ تعالی نے ہم سے ڈائریکٹ معاملہ نہیں رکھا اور رسول اللہ ﷺ کو سامنے رکھا ہے۔ اور فرمادیا:

"جس نے اطاعت کی رسول کی اُس نے اطاعت کی اللہ کی"۔)النساء: 80(

تاجِ رسالتؐ کے انمول نگینے

اُمُّ المؤمنین سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

محمد ارشد

)استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد(

ہماری ماؤں میں سے ایک ہماری ماں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مکہ مکرمہ کے سب سے باعزت اور عالی شرف خاندان قریش کی ایک بااثر شاخ بنو مخزوم سے تھا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور فرعون امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوجہل بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی ہند تھا اور آپ کے والد کا نام سہیل بن مغیرہ اور کنیت ابوامیہ تھی یہ ایک بڑے سردار اور اپنے وقت کے نہایت سخی اور فیاض انسان تھے سفر میں جاتے تو پورے قافلے کے اخراجات خود برداشت کرتے جس کی بنا پر ان کا لقب زادالراکب پڑ گیا تھا۔

ایک کشادہ دل، عالی حوصلہ اور فیاض والد کے زیرسایہ پرورش پانے والی ہماری اس ماں میں اپنے والد کی تمام خوبیاں بتمام وکمال موجود تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد سے ہوا جو کہ آپ کے چچازاد تھے اور ایک نہایت شریف النفس اور پاک طینت نوجوان تھے۔ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت حق پر جن سعید روحوں نے اولاً لبیک کہا ان میں یہ مبارک جوڑا بھی شامل ہے جسے السابقون الاولون میں شمولیت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان سعید روحوں نے دعوت حق کی راہ میں بڑی عظیم صعوبتیں برداشت کیں لیکن اللہ کے فضل وکرم سے ثابت قدم رہے۔ کفار کا ظلم و ستم جب اپنی حدود پار کر گیا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اجازت عطا فرمادی کہ اپنے دین ایمان اور جان کے بچاؤ کے لیے حبشہ ہجرت کر جائیں جہاں ایک نیک دل عیسائی حکمراں ہے۔ چنانچہ بعض روایات کے مطابق سیدنا ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی حبشہ ہجرت کی اور کچھ دن وہاں گزار کر واپس مکہ آ گئے پھر جب مدینہ ہجرت کا حکم آیا تو مدینہ کا قصد کیا۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ پر سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے ننھے بچے سلمہ کو سوار کرایا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنو مغیرہ کو پتہ چل گیا انہوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ در در کی ٹھوکریں کھانے نہیں دیں گے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔ اتنے میں سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا خاندان بنو عبدالاسد بھی آ پہنچا انہوں نے کہا کہ اگر تم اپنی بیٹی کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں جانے دو گے تو ہم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ ظالموں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "تم اکیلے جہاں چاہو جا سکتے ہو" چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تنہا ہی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے اور یوں پورا خاندان جدا ہو گیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا شوہر اور اولاد کی جدائی کا دہرا صدمہ اٹھا رہی تھیں اور اسی صدمہ کے زیراثر روزانہ صبح گھر سے نکلتیں اور شام تک ایک ٹیلے پر بیٹھ کر گریہ زاری کرتی رہتیں پورا ایک سال ایسے ہی گزر گیا۔

آخر ان کے قبیلے کو ان پر رحم آ گیا اور انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دے دی کہ وہ مدینہ جا سکتی ہیں ادھر بنو عبدالاسد کو بھی ان پر ترس

آگیا اور انہوں نے بچے کو ماں کے پاس بھیج دیا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ننھے سلمہ کو لیا اور اونٹ پر سوار مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں اور تنعیم کے مقام پر عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ملے جو کہ ایک شریف الطبع انسان تھے ان کی شرافت اور مردانگی نے گوارا نہ کیا کہ قریش کی ایک شریف زادی یوں تن تنہا سفر کرے انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی نکیل پکڑی اور مدینہ کی جانب چل پڑے ۔ جب کہیں کوئی پڑاؤ آتا تو کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور روانگی کے وقت اونٹ تیار کر کے لے آتے اسی طرح قبا پہنچے جہاں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مقیم تھے یوں یہ خاندان اللہ کے کرم سے پھر یکجا ہو گیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی تھیں : "میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ ساتھ دینے والا شریف آدمی نہیں دیکھا"۔ حق و باطل کا بڑا معرکہ 3 ہجری میں احد کے مقام پر ہوا سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نہایت پا مردی اور شجاعت کے ساتھ لڑے ایک زہر یلے تیر نے ان کا بازو زخمی کیا علاج سے وقتی صحت یابی ہوئی لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ زخم پھر ہرا ہو گیا اور اسی کی تکلیف سے آپ نے شہادت پائی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کی دعا مانگو۔ آپ کی نماز جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو تکبیریں فرمائیں اور فرمایا "ابو سلمہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے"۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعزیت کے لیے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا "اے ام سلمہ! ابو سلمہ کے حق میں دعائے خیر مانگو اور دعا کرو کہ اللہ تمہیں ابو سلمہ سے بہتر جانشین عطا فرمائے"۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ میں سوچا کرتی تھی کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے یہاں تک کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آگئی۔

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیوگی اور کس مپرسی کا بھی احساس تھا اور راہ حق میں ابو سلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی قربانیوں کا بھی۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی معرفت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا اور شوال ۴ ہجری میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ نکاح کے پہلے ہی دن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرمے کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ، دو مشکیزے اور دو چکیاں عطا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد بھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پہلے شوہر کی اولاد کی تربیت نہایت شفقت اور محبت سے کی۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مجھے ان بچوں کی پرورش کا اجر ملے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! ملے گا"۔ ٦ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ١٤٠٠ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے مکہ تشریف لے گئے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا اعزاز حاصل ہوا۔ قریش نے مسلمانوں کو عمرہ ادا نہیں کرنے دیا اور مسلمانوں نے اللہ کی مشیت کے تحت بظاہر بڑی دب کر صلح کی جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے دل شکستہ تھے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قربانی کریں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تامل کیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دل گرفتہ ہوئے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا آپ نے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل کر قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ قبول فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حتمی ہے تو سب نے قربانیاں کیں اور بال منڈوا دیے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی نہایت زاہدانہ تھی عبادت الٰہی سے گہرا شغف تھا۔ ہر ماہ تین روزے نہایت پابندی کے ساتھ رکھتیں۔ اوامر و نواہی کی بے حد پابند تھیں۔ اپنے والد کی طرح نہایت سخی و فیاض تھیں نا ممکن تھا کوئی سوالی آپ کے در سے خالی چلا جائے۔ آپ سے ٣٧٨ احادیث مروی ہیں۔ فضل و کمال میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ کا ہی درجہ ہے۔ قرآن نہایت عمدگی سے تلاوت فرماتیں۔ خوبروئی، علم، ذہانت اور اصابت رائے جیسی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے کافی عطا فرمائی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ٦٣ ہجری میں ٨٤ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اسلامی دنیا کا بکھرتا خاندانی نظام

ڈاکٹر مقبول احمد مکی

استاذ و مدیر، ماہنامہ اسوۂ حسنہ) جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، کراچی (

تخلیقِ انسان کی ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ اُس کو خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے مختلف اوقات میں کچھ احکامات اپنے انبیا علیہم السلام کے ذریعے دیتا رہاہے ۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اللہ کا پیغام اُس کی مخلوق تک پہنچاتے رہے ۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کام کی تکمیل کی ۔ اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی دینِ اسلام کو انسانوں کی ہدایت کے لیے پسند کیا تھا جس میں خاندانی نظام بھی شامل ہے ۔

یہودی اپنے آپ کو اللہ کی چہیتی اور پسندیدہ قوم سمجھنے لگے ، عیسائیوں نے اپنے گناہوں کی تلافی اپنے پیغمبر علیہ السلام سے منسوب کرلی ۔ یہ سب خود ساختہ دین تھے جو اللہ سے بغاوت کی روش پر قائم ہوئے ۔ یہودیوں کی غلط روی پر اللہ نے سزا دی، عیسائیت کو ناپسند کیا۔ اسی طرح جب تک مسلمان اللہ کے احکامات پر عمل کرتے رہے ان کا خاندانی نظام مضبوط رہا لیکن جب دینِ اسلام کے ماننے والے اللہ کے دین سے ہٹ گئے اور انہوں نے انحراف کی راہیں اختیار کیں تو اس کی پاداش کے طور پر اللہ نے انہیں بھی سزا دی اور غیر قوموں کو اُن پر مسلط کردیا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

خالق کائنات نے انسان کو پیدا کیا تو اسے زندگی گزارنے کے طریقے بتائے جس میں ایک خاندانی نظام بھی شامل ہے ۔ غیر مسلموں نے دین میں من مانی کرکے اپنے معاشروں اور خاندانی نظام کو بالکل تباہ و برباد کردیا اور اب اُن کا سیاسی غلبہ بھی آخری سانسیں لے رہا ہے ۔ معاشی ترقی کی وجہ سے دنیا کو کمانڈ کرنے والا یہود و نصاریٰ کا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ۔ جس میں عورت کا بھی اہم کردار ہے کیونکہ عورت کو اس کے اصل کردار سے ہٹا کر اس کی حق تلفی کی گئی اور اُسے گھر کی ملکہ کے بجائے شمع محفل بنا دیا گیا ۔ اب اسی روش کو اسلامی معاشرے میں بھی پھیلایا جا رہا ہے ۔ کافروں کا بے حیا معاشرہ امت مسلمہ میں بے حیا عورتوں کے ذریعے پھیل رہا ہے جس سے مسلم خاندانی معاشرے بکھرتے جارہے ہیں ۔

اسلام میں مَرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں ، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عورت کو اعزاز بخشا کہ اُسے برابری کے ساتھ آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں رکھا ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"پھر ہم نے آدم سے کہا تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو" ۔ (البقرة: 35)

یہاں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو برابری کے حقوق دیے ۔ آج کافروں کے بنائے ہوئے اپنے اصول قرآن کی رو سے جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ قرآن پاک میں کئی جگہ عورتوں کے حقوق اور اُن کی اہمیت کے بارے میں ذکر ہے ۔ ارشاد ہے :

"عورتوں کے لیے معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مَردوں کے حقوق اُن پر ہیں"۔(البقرة: 228)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رب کریم نے خود قرآن کریم میں شروع ہی سے عورتوں کے حقوق کا حکم دے دیا تھا جسے دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔ یہ اُن کے رب کی طرف سے عورتوں کے لیے بڑا اعزاز ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

"عورتوں کے لیے بھی اُس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو"۔(النساء: 7)

اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے مال میں عورتوں کا حصہ بھی رکھا ہے۔ یہ ہیں حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورتوں کے لیے۔ اسی طرح حدیث مبارک میں بہت سے مقامات میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کی بات کی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ساری دنیا کا سرمایہ اور دنیا کا بہترین سرمایہ عورت) بیوی (ہے"۔(صحيح مسلم، رقم الحديث: 3649)

چنانچہ جہاں مَرد کو طلاق دینے کا حق ہے وہاں عورت کو خلع لینے کا بھی حق ہے۔ گو کہ طلاق بعض صورتوں میں ناگزیر ہوجاتی ہے مگر یہاں بھی عورتوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔

عورت مسلمان معاشرے میں ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے مقدس رشتوں میں جڑی ہوئی ہے جبکہ مغرب میں معاشی مشین ہے۔ اسلام میں عورتوں کے جتنے حقوق ہیں دنیا کے کسی مذہب میں اتنے حقوق نہیں دیے گئے۔ گو کہ جہالت کی وجہ سے مسلمان معاشرے میں بھی عورت کے حقوق سلب کر لیے ہیں جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عین جہالت ہے۔ کاروکاری، قرآن سے شادی اور عوتوں کو تعلیم نہ دلوانا اور کہنا کہ کون سی ہم نے نوکری کروانا ہے۔ ایک پڑھی لکھی عورت اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کر سکتی ہے۔ جو کہ معاشرے میں اچھے اچھے افراد بن سکتے ہیں۔ تاہم آج بھی پاکستان کے مثبت اور تعمیری سوچ رکھنے والے مسلمان گھرانوں میں بہت سی دوسری خرابیوں کے باوجود ایک مثالی خاندانی نظام موجود ہے۔ آج بھی خاندان کے فرد ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں کام آتے ہیں۔ عورت ماں ہے اس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ عورت بہن ہے جس کو بھائی احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے دو لڑکیوں کی اُن کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا"۔(صحيح مسلم، رقم الحديث: 6695)

یورپ کا خاندانی نظام ختم ہوچکا ہے۔ اصلاح کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہورہی۔ یورپ کے دانشور مسلمان معاشرے میں آکر اس کے ابدی خاندانی نظام کے متعلق تحقیق کرتے ہیں کہ یہ کیسے قائم و دائم ہے۔ کس طریقے سے مسلمان خاندانی نظام کو ختم کریں یا کیسے مسلم معاشرے اور خاندنی نظام کو اپنے جیسا آزاد معاشرہ بنائیں۔ یہ کام وہ اپنی این جی اوز کے ذریعے کرتے رہتے ہیں۔ کیا سال میں ایک دن عورت کے حقوق کا دن منا کر عورت کو حقوق مل سکتے ہیں۔ اس کے لیے معاشرے کی تشکیل کرنی پڑتی ہے جس کو مغرب نے پہلے ہی تباہ کردیا ہے۔ ہر دور کے انسان نے عورت کے ساتھ ظلم کیا۔ قبل اسلام کوئی اُس کو زندہ دفن کردیتا اور طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا جبکہ آج کے روشن خیالی کے دور میں مغرب اُسے رونق محفل اور شمع محفل بناتا ہے اور اپنی جنسی تسکین کے لیے کلب تیار کیے گئے ہیں جس میں مَرد عورت بے حجابانہ عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

المیہ تو یہ ہے مسلمان گھرانوں کی عورتیں مغرب زدہ خواتین کی نقالی کرتی ہیں۔ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے اِس ملک میں بھی آج کچھ عورتیں "میرا جسم میری مرضی" کے اخلاق سوز نعرے لگارہی ہیں۔ اِن عقل کی اندھی عورتوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ جسم نہ ہماری ملکیت ہے

اور نہ ہماری مرضی کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ جسم بھی اللہ کا ہے اور ہر کام میں مرضی بھی اسی کی چلتی ہے اور جو اس حقیقت سے روگردانی کرے وہی تو فاسق ہے۔ مملکت اسلامیہ میں تو اس قسم کے بے ہودہ نعروں کی اجازت ہی نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے طرزِ عمل سے اسلام پر عمل کرنے اور حیا و حجاب کرنے والی مسلم عورتوں کا استحصال ہوتا ہے۔ مسلم معاشرے کو یہ موم بتی والی آنٹیاں تباہ کر رہی ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ امت مسلمہ کی خواتین کو امہات المومنین، صحابیت اور دوسری اسلام کی نامور خواتین کے نقشِ قدم پر چلانا چاہیے اور اُن کی سیرت کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنانا چاہیے۔ اور مغرب زدہ حیا سے عاری اور اسلامی خاندانی نظام کی دشمن خواتین کی احسن طریقے سے اصلاح کریں اور اسلام کے خاندانی نظام کی خوبیوں سے آگاہ کریں تاکہ اسلام کا خاندانی پاکیزہ نظام بکھرنے سے بچ جائے۔

اسلام کی تعلیم سے دوری کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے اسلام کو محض چند عبادات تک ہی محدود کرلیا ہے، باقی معاملات میں اسلام کو یکسر فراموش کر دیا ہے۔ دوسرے معاملات کی طرح شادی بیاہ جیسے اہم معاملے میں بھی اسلام کی تفصیلی تعلیمات موجود ہیں جن پر عمل کا نتیجہ ایک مضبوط خاندان کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اور ان اسلامی تعلیمات سے اعراض برتنے کی وجہ سے ہی یہ افسوسناک نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ خاندان کی جڑیں آہستہ آہستہ کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں، شیر و شکر ہو کر، صاف دل اور ہمدردی و یگانگت کے ماحول میں زندگی گزاریں۔ لیکن آج کے جدید دور میں لطف و عنایت اور ہمدردی و غم خواری کی یہ فضا بھی گرد آلود ہو چکی ہے۔ اب ہر شخص اپنی دنیا، اپنی مشغولیات اور اپنی اپنی ترجیحات کے تحت زندگی گزار رہا ہے۔ پڑوسی کو پڑوسی کی خبر نہیں، کون کس حال میں ہے! انسانوں کی اکثریت تو ہے مگر انسانیت کی روح سے خالی۔ گھر جو کبھی عورت کے دم سے آباد تھے، آج وہ سونے سونے ہو گئے ہیں، معاش کی بھاگ دوڑ میں عورت بھی مرد کے شانہ بشانہ چلنے کو فوقیت دیتی ہے۔ بچوں کی تربیت ماں کے ذمہ ہوتی ہے مگر آج کل یہ ذمہ داری "ماسیاں" پوری کر رہی ہیں۔ آج شیر خوار بچوں کو نہ ماں کا دودھ میسر ہے اور نہ ماں کی سکون آمیز آغوش!

خاندان معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو مَرد اور عورت کے درمیان رشتۂ ازدواج سے وجود میں آتا ہے۔ معاشرے کی ترقی و نشوونما کا انحصار جہاں ایک مضبوط خاندان پر ہے وہاں معاشرے کی تنزلی و انتشار کا انحصار بھی خاندان پر ہے، کیونکہ معاشرہ ہی خاندان کی جڑ اور بنیاد ہے۔ خاندان کی جڑیں مضبوط ہوں گی تو خاندان ہوں گے اسی قدر معاشرہ اور ریاست مضبوط و مستحکم ہوں گے۔ خاندان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خاندان کی بقا اور تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کا ایک مکمل شعبہ جو اسلام کے عائلی نظام سے موسوم ہے اس مقصد کے لیے وجود میں لایا گیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے خاندان کو انتشار سے بچانے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم کر دیا جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اعتماد، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام فرد اور جماعت کے تعلق میں جس توازن اور اعتدال کا علمبردار ہے اس کا تقاضا ہے کہ خاندان کی حیثیت ایک اکائی کے طور پر قائم رہے تاکہ اجتماعی تربیت کا ابتدائی مرکز وسیع تر اجتماعی شعور اور اصلاح کے لیے مؤثر کام کرے۔

زندگی کی دلدل

راحیل گوہر صدیقی

معاون شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد

دلدل (The Swamp) ایسی زمین کو کہتے ہیں جو اپنی سطح تک پانی سے تر ہو مگر اوپر پانی نمودار نہ ہو۔ بظاہر زمین کی سطح کو صاف دیکھ کر انسان اس میں قدم رکھ دیتا ہے اور پھر اس میں پھنس جاتا ہے۔ باہر نکلنے کے لیے وہ جتنا زور لگاتا ہے اتنا ہی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ اور بالآخر وہ موت کے منہ میں جا پہنچتا ہے، دلدل اسے پورا کا پورا نگل لیتی ہے۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی معجزے کے طور پر بچا لے۔

ہماری یہ زندگی بھی ایک ایسی ہی دلدل کی مانند ہے۔ اس کی نیرنگیاں، رنگ و نور کی چکاچوند، آرائش و زیبائش اور نفس کے تقاضوں کی تسکین کے لیے شیطنت کی فریب دہی کی گہری دلدل ہر قدم پر موجود ہے۔ برائی اپنے اندر ایسی جاذبیت اور کشش رکھتی ہے جو دلدل کی طرح انسان کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے۔

لاکھ بہلاؤ یہ مجبور کیے جاتا ہے　　　　دلِ بیتاب ادھر ہی کو لیے جاتا ہے

ساری زندگی انسان فجور و تقویٰ کی کھینچا تانی میں گرفتار رہتا ہے اور اپنی زندگی کے صحیح راستے کا تعین نہیں کرپاتا۔ فجور کا غلبہ بڑھ جائے تو انسان حیوانیت کی سطح پر پہنچ جاتا ہے، اگر تقویٰ کی طاقت فکر و نظر میں سرایت کرجائے تو انسان کو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے مگر زمانے کے مکر و فریب پھر اسے سیدھی راہ سے بھٹکا دیتے ہیں، زندگی اسی دھوپ چھاؤں کا نام ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا لیکن ہر کوئی اسے کر نہیں سکتا، ہر شخص منزل کو دیکھ سکتا ہے لیکن ہر کوئی اسے حاصل نہیں کرسکتا۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ کتاب کیسے لکھی جانی چاہیے.... لیکن لکھ نہیں سکتے۔ فکر و عمل کا یہ تضاد ہر شخص کے ساتھ رہتا ہے۔

ہر حرکت کا کوئی محرک اور علت کا کوئی معلول ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کے ہر عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد لازمی ہوتا ہے۔ کسی مقصد کا تعین کیے بغیر انسان دنیا کی خاک چھاننے نکل کھڑا ہو تو نتیجہ صفر نکلے گا اور اس کی پوری بھاگ دوڑ سعی لاحاصل ثابت ہوگی۔ اس دنیا کو تخلیق کرنے کا بھی ایک خاص مقصد ہے اور اس میں انسان کے ظہور میں ایک جوہری مقصد پوشیدہ ہے۔ لیکن یہ مقصد خالقِ کائنات نے چیستان بنا کر نہیں رکھا ہے بلکہ اپنے کلام میں اس کو واضح کردیا ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (الملک: 02)

"اُسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھا کام کرتا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے"۔

تخلیقِ انسان کا مقصد تو واضح کردیا گیا مگر اچھے کام کریں کیسے؟ شیطان جو ہماری رگوں میں خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے وہ اچھائی، نیکی اور پارسائی کی

طرف آنے نہیں دیتا۔ اُس کا مکرو فریب، دنیا کی دلکشی اور حسن و رعنائی آکاس بیل کی طرح انسان کے وجود کے گرد لپٹ جاتی ہے اور انسان بے بس ہو جاتا ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر، نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا خود جیب و گریباں کو

لیکن کیا انسان واقعتاً اتنا بودا اور نحیف ہے کہ اپنے دفاع میں کچھ نہیں کر سکتا؟ فسق و فجور کی قوت اس کے فکر و نظر کی طنابوں کو کچے دھاگوں کی طرح توڑ دیتی ہے، اس کے تقویٰ کو مضمحل کر دیتی ہے اور وہ کچھ نہیں کر پاتا۔ لیکن یہ تو اسی شخص کے لیے ممکن ہے جس کے دل پر جس کی سماعت پر خالق کائنات نے مہر ثبت کر دی ہو اور جس کی بصارت پر دبیز پردے ڈال دیے ہوں!

جب مقصد کا شعور انسان کے ذہن سے اوجھل ہو جائے تو اس کے قدم بے راہ روی کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی وجہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے لاعلمی ہے۔ دنیا میں لوگ اس فانی زندگی کو بنانے اور سنوارنے میں عمر کا ایک بڑا حصہ لگا دیتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر اگر یہاں کوئی بڑی کامیابی حاصل ہو بھی گئی تو وہ کتنے دن کی ہوگی بہت جلد سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے رخت سفر باندھ کے روانہ ہو جاتا ہے۔

بند ہو جائے کب دل کی دھڑکن
دو گھڑی کا بھروسہ نہیں ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"نفس کے مطالبات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حقوق اور دوسرے حُظُوظ، حقوق وہ ہیں جن سے قوام بدن اور بقائے حیات ہے اور حُظُوظ وہ ہیں جو ان سے زائد ہیں۔ مجاہدہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ حقوق کا خیال رکھا جائے اور حُظُوظ کو ترک کیا جائے۔ جبکہ قرآنِ حکیم میں تو پہلے ہی اس کو کھول کو بیان کیا گیا ہے کہ:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (البقرۃ: 14)

لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے) لیکن (ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے"۔

فطرتِ الٰہی اوپر کی جانب پرواز کرتی ہے اور فطرتِ انسانی نیچے کی طرف مائل ہوتی ہے، چنانچہ کامل فطرتِ انسانی دونوں کے درمیان ہونا چاہیے اس میں صفاتِ الٰہیہ اور اوصافِ انسانی دونوں موجود ہونے چاہئیں۔ یعنی ایک مردِ کامل کو مردِ حق بھی ہونا ناگزیر ہے۔

اسلام دینِ فطرت محض اس لیے ہے کہ فطرتِ انسانی میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں ان کی تکمیل کی ضمانت اسلام کی تعلیمات میں موجود ہے۔ درحقیقت انسان جب تقویٰ و پارسائی والی زندگی گزارنے پر آمادہ ہوتا ہے تو وہ اس زندگی کے وسائل کو استعمال کرتا ہے زندگی کی سہولتوں سے متمتع ہونے کی سعی وجہد کرتا ہے مگر بس اتنا ہی جس سے اس کی زندگی خودداری اور اللہ کی رضا کے مطابق گزر سکے، وہ دنیوی حاجات کے لیے کسی اپنے جیسے انسان کے سامنے دست سوال دراز نہ کر سکے۔ اور اس لیے اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبدیت و بندگی کا کامل نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ انسانوں سے کسی ناممکن عمل کا مطالبہ نہیں کرتا، نہ اس کے فکر و عمل میں کوئی الجھاؤ پیدا کرتا ہے بلکہ وہ دو اور دو چار کی طرح انسانی زندگی کے ہر معاملے کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھ کر انجام دینے پر زور دیتا ہے۔ اور ایسا کرنے میں انسان کو یہ اعزاز بھی

عطا کرتا ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی اصل میں اُس کی اطاعت ہے۔ اور یہ کر کے اللہ تعالیٰ نے اس ابہام کو بھی دور کر دیا کہ اچھا انسان اور برا انسان کیسا ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی کا معیار کیا ہوتا ہے۔ خیر و شر کے داعیات کیا ہوتے ہیں اور ان دونوں کو اپنے اعمال میں ڈھال لینے کے اچھے اور برے کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم انسان کو زندگی کے ہر مسئلہ اور ہر پہلو میں رہنما اصول فراہم کرتا ہے، اس لیے کہ قرآن کا تو موضوع ہی انسان ہے۔ اور اس کی تمام آیات انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے :

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(الانبیاء: 10)

"ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا ہی تذکرہ ہے، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟"۔

تمام تعلقات کی بہتری کا مرکز و محور اللہ کی ذات ہے اگر اللہ سے تعلق درست ہے تو دیگر تعلقات بھی درست ہوں گے۔ اور اگر اللہ سے تعلق کمزور یا Fair نہیں تو دیگر تعلقات بھی کشیدہ اور بکھرے بکھرے رہیں گے۔ اس لیے کہ انسانوں کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ اس کو جس طرف چاہے پلٹ دے۔ آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف! زندگی میں توازن برقرار رکھنے کے لیے راسخ عقیدہ اور مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک انسان کا منتہائے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہ ہو اُس وقت تک اسے سکون قلب ملتا ہے اور نہ متوازن زندگی!!

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان قرآن کو اپنا رہنما بنائے اور اس کے اندر چھپے علم و حکمت کے موتیوں کو تلاش کرنے کی جدوجہد کرتا رہے۔ اور اُس منزل کی تلاش میں سرگرداں رہے جہاں اللہ اُس کو پہنچانا چاہتا ہے اور جہاں کوئی الجھن درپیش ہو وہاں شارحِ قرآن رسول ﷺ کی سیرت سے رجوع کرے، اس طرح ذہن و دل کے بند دریچے کھل جائیں گے اور انسان کا یہ طرزِ عمل ہر اُس راستے سے اُسے بچائے گا جہاں کوئی نادیدہ دلدل اس کی ہلاکت کا ذریعہ بن جائے۔

حِکمت و دانش

قوم پرستی

قوم پرستی کی اصل روح خود غرضی ہے، خود غرضی انسان کے خمیر میں شامل ہے۔ اس کو اگر پھیلنے اور بڑھنے کا موقع دیا جائے تو یہ حد سے باہر ہو جاتی ہے۔ فرد، خاندان، قبیلہ، قوم اور وطن سب خود غرضی کے پھیلتے ہوئے دائرے ہیں۔ خود غرضی کا خاصہ تصادم اور پیکار ہے۔ قومیت کا جذبہ نفرت کی غذا کھا کر پلتا ہے۔ دوسری قوم یا اقلیت کو حریف بنا لیا جاتا ہے۔ قومیت نے ایک بت پرستانہ اور مشرکانہ مذہب کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ نیا مذہب انسانیت کے درمیان فساد اور تفریق پیدا کرنے کا بڑا طاقتور ذریعہ بن گیا ہے۔ کوئی خدا پرست مذہب جو مساوات اور وحدتِ انسانی کا علَم بردار ہے، اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قومیت اخلاق کی تباہی کا سبب اس طرح بنتی ہے کہ اس کی رو سے عالمگیر انسانیت، احترامِ آدمیت اور خدائے واحد کا اعتقاد سب باطل قرار پاتے ہیں۔ ان کی بجائے انانیت (Egotism) اور خود کفالتی (Self-sufficiency) کے عقائد ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں نفرت اور جنگ و پیکار لازم بن جاتے ہیں۔

(مغربی فلسفۂ تعلیم از پروفیسر سید محمد سلیم)

نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطاب عام)چوتھی قسط(

مؤرخہ 04 دسمبر 2022ء کو انجمن خدام القرآن سندھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں نگران انجمن نے "قرآن حکیم کا انقلابی منشور" کے عنوان سے خطاب عام فرمایا۔ اس خطاب کا تحریری متن "آئینہ انجمن" میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔

پانچواں نکتہ: تربیت اور تسخیر

یہ دو الگ الگ باتیں ہیں، بانئ تنظیمِ اسلامی استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ایک کتابچے کی شکل میں موجود ہے، "قرآنِ حکیم کی قوتِ تسخیر"۔ ایک بات یہ ہے کہ اللہ نے اس کائنات کو ہمارے لیے مسخر کیا ہے، اور ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ غور و فکر کرو، محنت کرو مشقت کرو، جاؤ تسخیر کرو اس کائنات کو، حاصل کرو، کوئی حرج نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام کو علم الاسماء یعنی فزیکل سائنس کا علم اور علمِ وحی یعنی ہدایت کا علم بھی عطا کیا گیا کہ جاؤ اس زمین کے وسائل کو مسخر کرنے اور اس کو اپنے تابع لانے کی کوشش کرو۔ ایک بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تابع کر دیا ہے اور ایک یہ ہے کہ تم تابع کرنے کی کوشش کرو۔ اس تسخیر میں بھی علمی نکتہ ہے کہ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ نے بالکل ہمارے اختیار میں دے دی ہیں جیسے جانوروں، گاڑیوں اور سواریوں کو مسخر کیا تو یہ ہمارے اختیار میں بھی دے دیے ہیں، لیکن بعض چیزوں کو مسخر تو کیا ہے لیکن ان کو خدمت کے طور پر ہمارے اختیار میں نہیں دیا۔ سورج چاند کو مسخر کر کے ہماری خدمت پر لگایا ہے مگر سورج اور چاند میرے اور آپ کے اختیار سے طلوع اور غروب نہیں ہوتے، وہ اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ لہٰذا مسخر کرنا کبھی خدمت کے مفہوم میں ہوتا ہے اور کبھی مسخر کرنا ہمارے اختیار میں دے دینے کے مفہوم میں ہوتا ہے۔ زمین کے وسائل کو اختیار کرو استعمال کرو دریافت کرو! کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اور ایک بات یہ بھی ہے کہ قرآن بندے کو مسخر کر لیتا ہے، کاش اس کا کچھ حصہ ہمیں بھی مل جائے، ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ قرآن بندے کو مسخر کر لیتا ہے۔ جب قرآن کسی کے اندر واقعتاً اتر جائے اور اس کا دل نورِ قرآن سے منور ہو جائے تو یہ بندہ چلتا پھرتا قرآن بن جاتا ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی انتہا ہیں: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق چلتا پھرتا قرآن ہی تو تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرما دے، اگر کوئی شخص پوری طلب اور تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے قرآن لینا چاہے تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ قرآن بندے کی راہنمائی کرتا ہے، اور قرآن ڈرائیورنگ سیٹ پر آجاتا ہے۔

سبحان اللہ! ایک صحابی نے جب یہ آیت سنی: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ.(آل عمران: 92) "تمہاری نیکی کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ تم محبوب ترین شے کو خرچ نہ کرو"، تو فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا سب سے قیمتی باغ ہے یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، یہ لیجیے اسے اپنے ہاتھ میں جو چاہیں کریں۔

اسی طرح ایک آیت ہے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ.(الحدید: 16) "کیا ایمان والوں پر وہ وقت نہیں

آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کانپ اٹھیں جو اللہ تعالیٰ نے حق یعنی قرآن نازل فرمایا"۔ مشہور شخصیت ہیں، پہلے وہ ڈاکے ڈالتے تھے، کسی دن ڈاکہ ڈالنے ایک گھر میں گئے، قرآنِ حکیم کی تلاوت کی آواز آئی، اور اس آیت کو توجہ سے سن لیا، عربی تو آتی تھی، معنیٰ سمجھ گئے کہ کیا وقت نہیں آیا تمہارے لیے اب بھی؟ اور کتنا وقت چاہیے تمہیں کانپ اٹھنے کے لیے؟ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمہارے سامنے، اللہ تعالیٰ کی کتاب تمہارے سامنے ہے! فوراً دل بدل گیا، سب کچھ چھوڑ دیا، اور بہت بڑے صاحبِ علم بن گئے۔

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی: مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا، (الحدید: 11) "کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسن دے"۔ فرمانے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ قرض مانگتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ قرض مانگتا ہے۔ تو کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باغ میں نے دے دیا۔ ایسا باغ جس میں گھر بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ گھر تک پہنچنے کے لیے اس باغ کے اندر سے ہو کر جانا پڑتا تھا۔ گھر کے باہر ہی سے ابو دحداح رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو آواز دیتے ہیں کہ اے ام دحداح! دحداح کی ماں، باہر آ جاؤ۔ یہ باغ اب ہمارا نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ہو گیا۔

اسی طرح جب قرآن میں یہ آیت پڑھی: يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، (الحشر: 9) "وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود کتنے ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں"۔ سات گھروں میں پھر کر وہ کھانا واپس اسی گھر میں آ گیا جس گھر سے وہ کھانا چلا تھا۔

کتنے عجیب لوگ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! زخمی حالت میں ایک صحابی نے پکارا العطش) پیاس (، شہادت کے قریب ہیں، پانی پلانے والا جوں ہی پہنچتا ہے تو دوسرے شخص کی آواز سنائی دیتی ہے العطش یعنی پیاس لگی ہے، پہلا شخص کہتا ہے کہ پہلے اُسے پلاؤ، کس قدر جاں نثار تھے! پلانے والا دوسرے کے پاس پہنچتا ہے تو تیسرے کی آواز آتی ہے العطش مجھے پیاس لگی ہے! وہ دوسرا کہتا ہے کہ اسے پہلے پلا دو۔ جب پلانے والا اس کے پاس گیا تو وہ شہید ہو چکا تھا، دوسرے کے پاس آیا تو یہ بھی شہید ہو چکا تھا، پہلے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ تینوں رخصت ہو چلے، پانی ادھر ہی رہ گیا۔

معلوم ہے کہ یہ کیا تھا؟ ان کی راہنمائی قرآن کر رہا تھا! اللہ ہمیں بھی کچھ حصہ اس میں سے عطا فرما دے، آج ہمیں پتہ نہیں ہے کبھی ہم شیطان کی راہ پر گامزن ہیں اور کبھی دجالی تہذیب ہماری راہیں متعین کر رہی ہے۔ ہوس کے بت، لالچ کے بت، حبِ جاہ اور حبِ مال کے بت شاید ہمیں چلا رہے ہیں۔ جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہنمائی قرآن نے کی تھی اور اسی قرآنِ نے ان کی تربیت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی واقعات اس عنوان کے تحت کافی ہیں۔ اس قرآن کی قوتِ تسخیر اور اس کے ذریعے سے تربیت کا معاملہ آگے بھی ایک نکتے کے ذیل میں ان شاء اللہ آ جائے گا۔

چھٹا نکتہ: قرآن کتاب ہدایت ہے

یہ قرآنِ حکیم کا ایک مستقل موضوع ہے، قرآنِ حکیم ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت کے اعتبار سے قرآنِ حکیم قوموں کے واقعات اور ان واقعات میں تہذیب اور اخلاق کی باتیں بیان فرماتا ہے، اور اس میں عقائد کے بگاڑ کا نتیجہ اور اعمال کی تباہی کو بھی قرآن حکیم ذکر کرتا ہے اور قوموں کے واقعات کے ذیل میں حق و باطل کی کشاکش کا تذکرہ ایمان والوں کے لیے ترغیب اور تشویق کا بیان بھی اور ظالموں اور جابروں کے لیے تنبیہات کا ذکر بھی قرآنِ حکیم کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس دنیا کو بنایا ہے اور اس کے لیے کچھ مادی قوانین اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں البتہ کچھ اخلاقی قوانین بھی ہیں اور ان اخلاقی قوانین کے اعتبار سے اصل نتائج آخرت میں سامنے آنے ہیں۔

مادی قوانین یا physical laws۔ مثال کے طور پر اگر کوئی زہر کا پیالہ پیے گا تو مر جائے گا یا اس کی طبیعت کا ستیاناس ہو جائے گا لیکن اگر کوئی جھوٹ بولے گا تو زبان پر کڑوا ذائقہ بھی نہیں آتا ہے، اور اگر غیبت کرے گا تو جس کی غیبت کر رہا ہے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اس کا بلڈ

پریشر ہائی نہیں ہوتا ہے۔ غیبت کرنا اتنا غلط ہے کہ سورۂ حجرات کی آیت کے مطابق جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ اخلاقی قوانین کے اعتبار سے یہ دنیا نامکمل ہے اس کے نتائج آخرت میں آتے ہیں لیکن افراد کے نتائج اجتماعیت اور اقوام کے نتائج اس دنیا میں اللہ تعالیٰ طے کرتا ہے اجتماعیت اور اقوام کے فیصلے اللہ تعالیٰ دنیا میں فرماتا ہے اور یہ بہت اہم نکتہ ہے پچھلی قوم کے واقعات بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے قومِ عاد و ثمود کا معاملہ ہو، فرعون کی لاش کا معاملہ ہو، قارون کی بربادی کا ذکر ہو، مشرک قوموں کو تباہ کرنے کا معاملہ ہو جب ان اقوام میں اخلاقی بگاڑ پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا ایک ترازو ہے)جس کا ذکر آگے عدل کے ذیل میں آئے گا (تو سورۂ رعد آیت نمبر 17 میں ہے کہ اللہ تعالی انہیں نیست و نابود فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ.(الرعد: 17) "نفع دینے والی شے زمین میں باقی رہتی ہے" تو جب غالب اعتبار سے ان اقوام کا شر بڑھا ان میں اخلاقی بگاڑ آیا، مثلاً لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی کے گندے طرزِ عمل میں مبتلا ہوئی جیسے آج دنیا کی اقوام اور دنیا کے نظاموں کو چلانے والے افراد قانون کے تحت حلال کر رہے ہیں۔ معاذ اللہ! شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں گڑبڑ کی مرتکب رہی، فرعون اور آل فرعون نے سیاسی جبر کر کے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کیا، تو جب بھی معاش کے میدان میں، معیشت کے میدان میں، سیاست کے میدان میں یا معاشرت کے میدان میں ان اقوام میں اخلاقی بگاڑ پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹا ڈالا۔

یہ ہر دور کے اعتبار سے بہت اہم تجزیے ہیں۔ ضمناً ایک نکتہ یہ بھی سمجھ لیں کہ ان اقوام کے ساتھ انبیا اور رسل کی کشاکش جاری رہتی تھی اسی کشاکش کے دوران ایمان والوں کا صبر و ثبات اور استقامت سامنے آتا ہے، قرآنِ حکیم نے اس کو قیامت تک کے لیے نقل فرما دیا۔ لہٰذا ہر دور میں حق و باطل کے معرکے جب بھی سجیں گے تو ایمان والوں کی ترغیب و تشویق اور تقویت اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان واقعات سے ہمت ملے گی۔ تو قرآنِ حکیم کے انقلابی منشور کے بیانات میں سے یہ بڑا اہم نکتہ ہے کہ قرآنِ کریم اقوامِ عالم کا عروج و زوال نقل فرماتا ہے۔

ساتواں نکتہ: وحدت انسانی اور مساوات

اگلا نکتہ جو کہ ساتواں نکتہ ہے وہ ہے وحدتِ انسانی اور مساوات کا تصور، برہمن شودر کا تصور آج بھی دنیا میں ختم نہیں ہو رہا۔ جمہوریت کے دعویدار بھارت میں آج بھی یہ مسائل موجود ہیں۔ پرانے وقتوں کی بات ہے کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے(شدید بیمار تھے، اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں کوئی مناظرہ طے ہو گیا تو مسلمانوں نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپ چلیے آپ کی ضرورت ہے۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیٹا میں تو بہت بیمار ہوں۔ کہا کہ آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تو فرمایا کہ چارپائی پر لٹا کر لے چلو، میری تو طبیعت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کی بات تھی کہ ان کے لیے اپنے جسم سے زیادہ روح اہم تھی اپنی بیماری اور آرام کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے دین کا کام اہم تھا۔ بہر حال انہوں نے کہا کہ چارپائی پر لٹا کر لے چلو۔ اسٹیج سجا ہوا تھا مناظرہ ہوا، شاہ صاحب نے کہا کہ بھائی پانچ منٹ کی بات ہے پھر مجھے اجازت دے دینا، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ فرمایا کہ مجھے ایک پانی کا گلاس بھر کر لا دو، پانی کا گلاس آ گیا تو شاہ صاحب نے ایک شودر کو کہا جو نچلے ذات کا ہندو ہوتا ہے کہ بیٹا تو پانی پی لے اور میرے لیے آدھا گلاس چھوڑ دینا، اس نے پانی پیا اور بڑا ڈر کے بیٹھا، کیوں کہ آگے وہ برہمن بیٹھا ہوا تھا جو اسے اپنے ساتھ بٹھانے کو بھی تیار نہیں تھا۔ بہر حال شاہ صاحب نے کہا کہ آدھا گلاس چھوڑ دینا، تو اس نے آدھا گلاس چھوڑ دیا۔ شاہ صاحب نے مقابل میں جو پنڈت یا برہمن موجود تھا اس سے کہا کہ ذرا اس کو پی لو! تو اس نے کہا کہ رام رام! میں تو اس کو نہیں پی سکتا، یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ اچھوت ہے۔ شاہ صاحب نے گلاس اپنے ہاتھ میں لیا، بسم اللہ پڑھی اور تین گھونٹ میں پانی پیا اور گلاس واپس کر دیا اور کہا: السلام علیکم ورحمة الله، واٰخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمين-

چونکہ اس گلاس میں پانی تھا، اس میں شراب نہیں پی گئی تھی، اوراب بھی پانی ہے نا جائز یا حرام شے نہیں ہے۔ شاہ صاحب نے یہ معاملہ کیا اور مناظرہ ختم کرڈالا۔ کتنا تعصب ہے ان ہندوؤں میں، ایک انسان نیچے بیٹھا ہے تو اسے اچھوت سمجھتے ہیں، یہ طبقاتی کشمکش، یہ ہے تعصب کا معاملہ۔ ہم لوگ اسے یہی کہیں گے نا! لیکن ذرا اپنے معاشرے کا بھی جائزہ لے لیں۔ ہم میں بھی بعض لوگ آج جہالت کی انتہا پر پہنچے ہوئے ہیں جو سید ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں اور دوسروں کو کس قدر گھٹیا سمجھتے ہیں! یہ ہائی فائی شخصیت ہے، اور یہ وی آئی پی شخصیت ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ فلاں ہے۔ تو یہ طبقاتی کشمکش ہمارے ہاں بھی چلتی ہے۔

امریکہ بھی چمپئین ہونے کا دعویدار ہے، یہ جمہوریت اور معاشرتی مساوات کا سب سے بڑا دعویدار ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں ہم نے دنیا کو معاشرتی مساوات کا سبق دیا ہے۔ لیکن کیا کالے اور گورے کا فرق ختم ہوا؟ ابھی جو بائیڈن نے بھی یہودیوں اور گوروں کے حق میں کچھ بیانات دینے شروع کردیے ہیں، پہلے بڑے دعویدار تھے لیکن کالے گورے کا فرق ختم نہیں ہوا۔

اس معاملے پر قرآن ایک انقلابی شان عطا کرتا ہے۔ سورۂ حجرات کی آیت نمبر 13 میں فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ، "اے انسانو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے"۔ یہ ہے وحدتِ انسانیت! سارے لوگوں کے رنگ، زبانیں اور نسل الگ ہیں، خطے الگ ہیں، جغرافیہ الگ ہیں، مالی حالت الگ ہے، یہاں تک کہ سب لوگوں کے مذاہب بھی الگ ہیں، مگر دو قدریں سب میں یکساں ہیں۔ سارے انسانوں کا خالق صرف ایک اللہ اور سب کے اولین والدین آدم و حوا علیہما السلام ہیں۔

انسان ہونے کے ناتے سب برابر ہیں۔ البتہ یہ کنبے اور قبیلوں کی تقسیمیں تمہارے آپس کے تعارف کے لیے ہیں۔ عظمت کس کی ہے! کوئی کالے رنگ میں پیدا ہوگیا تو اس میں اس کا قصور کیا ہے؟ کوئی گورے چٹے رنگ میں پیدا ہوگیا تو اس میں اس کا کمال کیا ہے؟ کوئی افریقہ میں پیدا ہوگیا تو اس بیچارے کا کیا قصور؟ کوئی امریکہ میں پیدا ہوگیا تو اس کے لیے کیا عظمت؟ یہ تو اختیاری چیزیں نہیں نا! یہ سب غیر اختیاری چیزیں ہیں، غیر اختیاری چیز پر ثواب بھی نہیں اور عذاب بھی نہیں ہے۔ ان غیر اختیاری چیزوں پر اگر ہم یہ طے کرنا شروع کردیں تو کس قدر گراوٹ کی بات ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ، "اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہو"۔ حجۃ الوداع کے خطبے کو بھی یاد رکھیں، فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ، گورے کو کسی کالے پر اور کالے کو کسی گورے پر اور عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ اگر مال و دولت معیار ہوگا تو لوگ گردنیں کاٹیں گے کہ مال ملنا چاہیے، اور فلاں خاندان میں پیدا ہوجانا یہی معیار بنے گا تو لوگوں کے اندر انتشار پیدا ہوگا اور لوگوں کے اندر احساسِ کمتری پیدا ہوگا، معاشرہ انتشار کا شکار ہوجائے گا۔ لیکن اگر معیار اس طرح ہو کہ جو خیر میں آگے ہو جو تقویٰ اور نیکی میں آگے ہو، دوسروں کو نفع پہنچانے میں آگے ہو، تب معاشرے کا رخ بہت عمدہ ہوگا، معاشرہ صحت مند بنیادوں پر استوار ہوگا، معاشرے میں مقابلہ خیر ہی میں آگے بڑھنے کے لحاظ سے ہوگا۔

اس طرح مجموعی معاشرہ صحیح رخ پر ڈھلے گا۔ یہ ہے وحدتِ انسانی کا وہ انقلابی تصور اور مساوات کا جو قرآنِ حکیم ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ اس نکتے کو معاشرت کے حوالے سے بھی ذہن میں بٹھالیں، اسلام نے ہمیں نظام عطا فرمایا اور زندگی کے تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دی، وحدتِ انسانی کا یہ نکتہ معاشرت کے حوالے سے بڑا قیمتی ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

جاگتے رہنا مومنو!

زوجہ عمادالدین قدوائی

سابقہ طالبہ رجوع الی القرآن کورس)سال دوم(، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

ہر سال ہمارے پاس ایک مہمان آتا ہے ایک مہینہ گزارتا ہے، اور اپنی بہت سی یادیں اور نشانیاں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ آپ سب صحیح پہچانے، یہ مہمان "رمضان المبارک" ہی ہے جو ہر سال بڑی شان و شوکت سے آتا ہے خوب رونقیں اور بہار لے کر آتا ہے اور پھر سب کو اداس کر کے چلا جاتا ہے۔ اداسی اس معنی میں کہ عبادتوں میں کمی کوتاہی رہ جانے کا افسوس کہ جو سوچا تھا وہ پورا نہ ہوسکا اور نیکی کا موسم بہار چلا گیا۔ لیکن جاتے جاتے اپنے پیاروں کی اداسی کا سدباب بھی کر کے جاتا ہے۔ وہ کس طرح؟ ہماری روایات میں شامل ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو میزبان کے لیے تحفے تحائف لے کر آتا ہے یہ تحائف میزبان کے پاس مہمان کی نشانی بن جاتی ہے اور جب وہ مہمان چلا جاتا ہے تو مہمان اس کی نشانی کو دیکھ کر یاد کرتا ہے بشرطیکہ وہ مہمان بلائے جان نہ ہو کہ جس کا آنا بے مقصد اور بھاری محسوس ہو۔ لیکن اگر کوئی دل عزیز مہمان آئے تو اس کا تحفہ میزبان کو اس کی یاد دلاتا ہے اور میزبان اس دل عزیز مہمان کو دوبارہ بلانے کے لیے مزید بہترین انداز میں اس کا استقبال کرنے کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔

اسی طرح کا ہر دل عزیز مہمان رمضان بھی ہے جو اپنے چاہنے والوں کے لیے بے شمار تحائف دے کر جاتا ہے جس میں بہترین تحفہ قرآن ہے، اس کے علاوہ ایمان، عمل صالح، رحمت، برکت، تقوی، عاجزی و انکساری ماضی پر ندامت اور مستقبل کا عزم وغیرہ یہ سب رمضان کے تحائف ہیں جو وہ اپنے پیاروں کو دے کر جاتا ہے۔ یہ پیارے وہ مومن بندے ہیں جو رمضان کے تحائف کی قدر کرتے ہیں، اس کو سنبھال کر رکھتے ہیں، یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجاتا ہے، اور پھر مومن بندہ کو کوئی نیا تحفہ دے کر چلا جاتا ہے، اور پھر یہ سلسلہ چل پڑتا ہے میزبان میزبانی سے نہیں گھبراتا، اور مہمان بھی اپنا کردار ادا کرتا رہتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مومن بندہ ان تحائف کو کیسے سنبھالتا ہے؟ کیسے سینت سینت کر رکھتا ہے؟ اس کا آسان سا فارمولہ ہے کہ "جاگتے رہنا مومنو!" رمضان المبارک میں بندہ مومن کو ایک ماحول میسر آرہا ہوتا ہے، اس کے لیے نیکی کرنا آسان، اور گناہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس مہینے میں بندہ مومن) دل کی آنکھوں سے(جاگ رہا ہوتا ہے، وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے، تہجد، اشراق اور چاشت کا اہتمام کرتا ہے۔ روزہ کی حالت میں غصہ، غیبت، اللہ کی معصیت غرضیکہ ہر طرح کے گناہ سے بچنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے، اور اللہ کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوتا ہے، کیونکہ وہ جاگ رہا ہوتا ہے۔

لیکن یہ کیا؟ رمضان گئے، نمازیں گئیں، مسجدیں ویران، ٹوپیاں غائب، حجاب غائب، گالم گلوچ، غیبت، میوزک، حرام حلال کی تمیز وغیرہ سب

غائب! غرضیکہ پورا ماحول بدل گیا۔ شاید یہ کہ جاگ رہا تھا کبھی او نگھ بھی آتی تو اس کو بھگا کر تازہ دم اور چوکنا ہو جاتا تھا۔ اب شاید ایسی گہری نیند آئی کہ لگتا ہے کہ اگلے ہی رمضان آنکھ کھلے۔

اب ان حالات میں کرنے کا کام کیا ہے؟

جب بھی کبھی نماز کے لیے سستی یا طبیعت میں بوجھل پن آئے تو ایک آواز اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے، اور نماز ادا کر لو۔ جب کسی کو مصیبت میں دیکھو اور ہاتھ جیب تک جاتے جاتے رک جائے تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ اور) فرض و نفل (صدقہ ادا کر دینا۔ جب کسی کی طرف سے دل بدگمان ہو اور اس سے لڑنے بھڑنے اور گالم گلوچ کا ڈر ہو تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ یہ زبان ہی ہے، جو جنت کی ضمانت دیتی ہے، اور خاموشی اختیار کر لینا۔

اللہ تعالیٰ کی معصیت ہونے لگے تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ تم مسلم ہو، اور پھر ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاؤ۔

کوئی حرام کی طرف پیشکش کرے تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ حرام مال پر پلنے والے جسم کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور اللہ پر توکل کرنا۔ جب دنیاوی لحاظ سے خوف اور اندیشے اپنی لپیٹ میں لے لیں تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" اور آخرت کا خوف یاد کر لینا اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔

جب اتارنے کو جی چاہے سر سے دوپٹہ اور سر سے ٹوپی، اور جی چاہے کہ ہٹا دوں چہرے سے نقاب اور چہرہ سے داڑھی جو سجائی تھی دورانِ رمضان، تو دل پر ہاتھ رکھ کر آواز لگاؤ "جاگتے رہنا مومنو!" کیونکہ چہرے کو منور کرنا ہے اسلام کے نور سے، اور سجانا ہے چہرہ پر نورِ ایمان۔

یہ کام اتنے آسان نہیں ہیں جتنا آسان قلم سے کاغذ پر اتارنا ہے، لیکن کوشش تو بہر حال کرنی ہے، اسی رمضان کے بعد سے اپنے آپ کو نیند کی آغوش میں دینے کے بجائے جاگنے پر توجہ دینی ہے، ہاں ٹھیک ہے تھک ہار کر نیند تو آئے گی۔ کیونکہ ہم ایک باطل نظام میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اور اس وقت دنیا میں کوئی خطہ ایسا موجود نہیں جہاں اللہ کا نظام نافذ ہو، ایسے تھکے ہوئے ماحول میں نیند کا آنا فطری عمل ہے، لیکن صرف اتنی ہی نیند لینا بہتر ہے جتنا ضرورت ہو۔ باقی اوقات میں "جاگتے رہنا مومنو!"۔

سنہرے اقوال

الإيمان والعمل الصالح هما سرُّ حياتك الطيبة، فاحرص عليها.

"ایمان اور عمل صالح تمہاری بہترین زندگی کا راز ہیں، لہذا ان ہی کی طمع کرو۔"

جدد التوبة واهجر المعاصی؛ لأنها تنغض عليك الحياة.

"خوب توبہ کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو، کیونکہ گناہ زندگی کو انسان پر تنگ کر دیتے ہیں۔"

كن شجاعا، لا وجلا خائفا؛ فالشجاع منشرح الصدر.

"مضبوط اور بہادر رہو، خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے مت رہو، کیونکہ دلیری سینے کو کھول دیتی ہے۔"

اقنع بما آتاك الله من صحة ومال وأهل وعمل.

"جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس پر قناعت کرو، یعنی صحت، مال، گھر بار اور پیشہ وغیرہ۔"

انظر إلى من هو دونك فى الصورة والرزق والعافية ونحوها.

"دنیا کے معاملے میں ایسے شخص کو دیکھو جو صورت، صحت، رزق وغیرہ میں تم سے کمتر ہو۔"

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے انتیسویں بیچ کی تدریس بحمدللہ 10 مارچ بروز جمعہ کو تکمیل کو پہنچی اس سال بھی سال اول کی تدریس باقاعدہ کلاس میں اور آن لائن جاری رہیں جن میں سے کل 37 طلبا و طالبات نے کورس میں کامیابی حاصل کی۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز) فکر اسلامی (کے تحت ماہ رواں میں مبادیاتِ علوم دینیہ کورس برائے حضرات و خواتین کی تکمیل ہو چکی، ماہِ رمضان کے بعد نئے سیشن کا آغاز ہوگا۔ حلقات و دوراتِ دینیہ برائے حضرات کے ضمن میں ماہِ جون 2023ء کے آغاز میں نئے کورسز کا اجراء کیا جائے گا۔ اور حلقات و دوراتِ دینیہ برائے خواتین کے تحت ماہِ رمضان کے دوران صرف خواتین کے لیے روزانہ صبح 10:30 تا دوپہر 12:30 بجے دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام جاری رہا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت کے تین شعبہ جات شعبہ حفظ قرآن، شعبہ ناظرہ قرآن اور شعبہ قاعدہ میں بنین اور بنات دونوں کی تدریس جاری ہے۔ رمضان المبارک میں مدرسہ کے تدریسی اوقات مختصر کر دیئے گئے تھے۔

ماہِ اپریل 2023ء میں تمام جمعہ کے اجتماعات میں نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے خطاب ارشاد فرمایا۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن سمیت کم و بیش پچیس کورسز جاری رہے جن میں شریک مرد و خواتین کی تعداد کم از کم 4 اور زیادہ سے زیادہ 500 رہی۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں 112 طلبہ 80 فیصد اوسط حاضری کے ساتھ شریک ہیں۔ ماہ رواں رمضان المبارک کی ساعتوں میں سولہ روزہ نماز تراویح کا انعقاد کیا گیا جس میں الحمدللہ ادارہ ہذا کے فارغ التحصیل پندرہ حفاظ کرام نے قرآن حکیم سنانے کی سعادت حاصل کی۔

شعبہ مدرسۃ البنین و البنات کے تحت سہ پہر میں کل 138، اور درجہ ناظرہ میں کل 80 طلبا و طالبات کی تعلیم جاری ہے۔ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم رمضان المبارک میں موقوف رہا۔ البتہ حلقہ درس بعد نماز ظہر کے تحت رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بعد نماز ظہر معتکفین اور دیگر نمازی حضرات کے لیے مختلف موضوعات پر خصوصی بیانات کا اہتمام کیا گیا۔ حلقہ درس بعد نماز عصر کے تحت رمضان المبارک کے پہلے اور دوسرے عشرے میں رمضان سے متعلق احادیث مبارکہ بیان کی گئی جبکہ آخری عشرہ میں بعد نماز عصر معتکفین اور دیگر نمازی حضرات کے لیے مسائل طہارت و نماز کا خصوصی بیان کا اہتمام کیا گیا۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ادارے کی مسجد میں تین خطبات جمعہ منعقد کیے گئے جن کی ذمہ داری کے فرائض مدیر اکیڈمی ہذا محترم جناب سید سلیم الدین صاحب اور استاذ ادارہ جناب محمد ارشد صاحب نے ادا

کی۔ حلقات و دورات کے تحت ادارے کے اساتذہ نے کل نو پروگرام کیے۔ شعبۂ انتظامی امور کے تحت 16 روزہ تراویح کے لیے شعبہ حفظ کی 7 کلاسز میں انتظام کیا گیا۔ شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب) تفصیلی ویڈیو (درس نمبر 48 کی ٹرانسکرائب اور کمپوزنگ اور درس نمبر 8 کی مکمل تصحیح کی گئی۔ اس کے علاوہ کتابچہ خواتین کی عظمت و حقوق اور چہرے کا پردہ کی تصحیح مکمل کی گئی۔ ساتھ ساتھ منتخب نصاب) مطبوعہ (کی Insertion checking بھی جاری ہے۔ ادارے کے شعبہ الیکٹریشن کی طرف سے اس ماہ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں انٹرنیٹ لائنز کے نیو کنیکشنز کی فراہمی کا کام مکمل کیا گیا، مزید براں نیو کنیکشنز کی منتقلی کا کام جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس سال اول 2023 - 2024 میں داخلے جاری ہیں۔ اسی طرح مدرسۃ القرآن للحفظ و القراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین و البنات میں بھی تدریس کا عمل بحسن و خوبی جاری ہے۔ شعبۂ بنین میں 151 طلباء اور شعبۂ بنات میں 124 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ حفظ کے طلبہ کے لیے رمضان المبارک میں مدرسہ میں ہی 20 روزہ تراویح پڑھانے کا اہتمام کیا گیا جس میں انہیں تین جماعتوں میں تقسیم کرکے ہر جماعت میں 3 طلبا کو تراویح پڑھانے پر مامور کیا گیا۔ دیگر فارغ التحصیل طلبا نے بھی متعدد جگہوں پر تروایح پڑھانے کی ذمہ داری ادا کی۔ حلقات و دورات و دینیہ شعبہ خواتین کے تحت "امور خانہ داری تربیتی کورس) ایڈوانس (" جاری ہے۔ جس میں 11 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں طلبہ کے لیے استقبال رمضان پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح ماہ اپریل میں اسکول کے سالانہ امتحان 2022 - 2023 کی بھی تکمیل ہوئی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

رمضان المبارک کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیاں موقوف رہی اس کے علاوہ دوران ماہ مسجد میں نمازِ فجر کے بعد درس حدیث کا انعقاد ہوتا رہا ہے. جس کی ذمہ داری جناب استاذ انجینئر عثمان علی صاحب نے ادا کی۔ نماز ظہر کے بعد متفرق اساتذہ درس حدیث و خصوصی محاضرات کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کررہے ہیں۔ تراویح کا انعقاد باقاعدگی سے ہوتا رہا اور 26 رمضان المبارک کو قرآن مکمل ہو گیا۔ مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ ان بچوں کے لئے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں قرآن انسٹیٹیوٹ کے چار اساتذہ نے حیدر آباد کے مختلف مقامات پر دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کی۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن میں حفظ القرآن اور ناظرہ و قاعدہ کی کلاسز میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ مدرسہ میں حفظ کے طلبا کی پختگی کے لئے ہر سال کی طرح اس سال بھی 20 روزہ تراویح کا اہتمام کیا گیا۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا گیا جس میں مدرسہ کے استاذ حافظ محمد لقمان صاحب نے تراویح پڑھائی اور مدرسہ کے طالب علم نے سامع کی ذمہ داری ادا کی۔ محمد سہیل راؤ صاحب نے ترجمہ قرآن کے بیان کی ذمہ داری ادا کی۔ شرکاء)حضرات و خواتین (کی اوسط حاضری 130 - 150 رہی۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

مطالبات قرآن :

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35 - 35منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 43 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

تعلیمات قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان تعلیمات قرآن سماء ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔ یہ تعلیماتِ قرآن سیریز بنیادی طور پر 2016 - 2017 میں پیٹرو ٹی وی کے لیے ریکارڈ کیا گیا تھا، اس سلسلے میں تدریس کی ذمے داری نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے سر انجام دی۔ سماء ٹی وی پر یہ سیریز رمضان المبارک میں رات 2 بجے اور دن 11 بجے نشر کی جاتی تھی، مزید برآں رمضان المبارک کے بعد صبح 7 بجے بھی نشر کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ساتھ سماء ٹی وی کے یوٹیوب چینل اور سماء نیوز و سماء اسلامک فیس بک پیج پر بھی اس کے طویل اور مختصر دورانیہ کے کلپس نشر کیے گئے۔

بیان الہدیٰ :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان بیان الہدیٰ راوی ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔ بیان الہدیٰ کے عنوان سے یہ سیریز 2015 - 2016میں ریکارڈ کی گئی تھی جس میں تدریس کی ذمہ داری صدر انجمن خدام القرآن محترم سید نعمان اختر صاحب نے سر انجام دی تھی۔ راوی ٹی وی پر یہ سیریز رمضان المبارک میں صبح 3:30 سے 4 بجے نشر کی گئی۔

قرآن فورم :

قرآن مجید میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے آغاز ہونے والی آیات کا انتخاب کر کے تیار کردہ 30اقساط پر مبنی سوال و جواب کی نشست بعنوان قرآن فورم راوی ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔ قرآن فورم کے عنوان سے یہ سیریز 2019 - 2020میں ریکارڈ کی گئی تھی جس میں میزبان کی ذمہ داری محمد نعمان صاحب نے سر انجام دی تھی جبکہ مہمان کے طور پر نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کو مدعو کیا گیا تھا۔ راوی ٹی وی پر یہ سیریز رمضان المبارک میں شام 5 بجے سے 6 بجے نشر کی گئی۔

بیانِ سیرت :

سیرت النبی ﷺ کی معروف کتاب "الرحیق المختوم" کی بنیاد پر تیار کردہ 30اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان بیانِ سیرت راوی ٹی وی کو فراہم کیا گیا۔ بیانِ سیرت کے عنوان سے یہ سیریز 2017 - 2018 میں میٹرو ٹی وی کے لئے ریکارڈ کی گئی تھی جس میں تدریس کی ذمہ داری نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے سرانجام دی تھی۔ راوی ٹی وی پر یہ سیریز رمضان المبارک میں صبح 4 بجے سے 5 بجے نشر کی گئی۔

خلاصہ مضامین قرآن :

خلاصہَ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 29اقساط پر مبنی پروگرام K21 چینل کو فراہم کیا گیا، اس میں بیان کیے جانے والے نکات کے لئے محترم انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ کتاب "خلاصہ مضامینِ قرآن" سے مدد حاصل کی گئی تھی۔ اس سیریز کو 2020 میں لاک ڈاؤن کے دوران سوشل میڈیا کے لیے ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس سیریز میں تدریس کی ذمہ داری نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے سرانجام دی تھی۔

دورہَ ترجمہ قرآن (تنظیم اسلامی) :

رمضان المبارک میں تنظیمِ اسلامی کے زیرِ اہتمام دورہ ترجمہ قرآن کی دو مقامات سے براہ راست نشریات کا اہتمام کیا گیا۔ صدرِ انجمن خدام القرآن محترم سید نعمان اختر صاحب فیڈرل بی ایریا میں دورہ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے جبکہ محترم محمد عامر خان صاحب سوسائٹی میں دورہَ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے۔ اس سلسلہ میں آن اسکرین اور آف اسکرین سہولیات کی فراہمی کو شعبہ سمع و بصر کی جانب سے یقینی بنایا گیا۔ یہ سلسلہ انجمن خدام القرآن کی ویب سائٹ، یوٹیوب چینل اور تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے براہ راست نشر کیا گیا۔

دورہَ ترجمہ قرآن کے دوران آیاتِ قرآنی کو پریزینٹیشن کی شکل بھی دی گئی، اس پریزینٹیشن کی تیاری میں پیش نظر یہ بات رکھی گئی کہ آئندہ بھی اللہ کی توفیق سے کسی بھی ادارہ یا کوئی بھی فرد براہ راست یا ریکارڈنگ کے غرض سے آیاتِ قرآنی کو اسکرین پر دکھانا چاہے تو اس پریزینٹیشن کا استعمال ناظرین کی توجہ کے لیے مفید ہوگا، جبکہ اس میں آیاتِ قرآنی کے مضامین کے لیے محترم انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرتب کردہ کتاب "خلاصہ مضامینِ قرآن" سے مدد حاصل کی گئی۔

دورہَ ترجمہ قرآن (کیو ٹی وی) :

رمضان المبارک میں کیو ٹی وی پر نگرانِ انجمن کا بیان کیا جانے والا دورہ ترجمہ قرآن نشر کیا جارہا ہے، اس سلسلہ میں شعبہ سمع و بصر کی جانب سے مکمل آن اسکرین اور آف اسکرین معاونت فراہم کی جارہی ہے۔ مذکورہ بالا پریزینٹیشن کا استعمال کیو ٹی وی کی نشریات کے لئے مفید ثابت ہوا۔ دورہ ترجمہ قرآن کا یہ سلسلہ یکم رمضان المبارک سے 29 رمضان المبارک تک جاری رہا، اس سلسلہ کو نہ صرف کیو ٹی وی پر نشر کیا گیا بلکہ اس کی ریکارڈنگ کیو ٹی وی کے یوٹیوب چینل پر بھی نشر کی گئی۔

دورہَ ترجمہ قرآن (کیو ٹی وی) :

قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رمضان المبارک کی تیسویں شب کو جدولِ تراویح اہتمام کیا گیا، جس میں منتخب مقاماتِ قرآنی پر تفصیلی گفتگو کی گئی، اس نشست میں تدریس کی ذمہ داری نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے سرانجام دی، اس نشست کو براہ راست انجمن کے یوٹیوب

چینل اور مرکزی و تمام ذیلی اداروں کے فیس بک پیجز پر بھی براہ راست نشر کیا گیا۔

خطبات جمعہ (نگران انجمن شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ):

ماہِ اپریل 2023ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکزی تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا:

1 - حصولِ رحمت بذریعہ: توبہ، اسلام اور قرآن
2 - تذکیرِ قرآن برائے اہلِ پاکستان
3 - زندگی بھر کا روزہ، قرآن — تحفہ رمضان اور امت کے کام
4 - فرد، گھر، ملک اور امت کی فکر (خطبہ عید)

خطبات جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ اپریل 2023ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کا درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبۂ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

1۔ رمضان المبارک کا اصل حاصل

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021